QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

قرآنی اردو تراجم میں رقم الفاظ کی ترجیح کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Word Diction Preferences in Urdu Translations of the Quran

1. Ume Ummara
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
2. Dr. Hafiz Muhammad Shabbir Ahmad
Associate Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
Email: shabbir.ahmad@ais.uol.edu.pk

Abstract

In the Indo-Pak subcontinent, various Urdu translations of the Quran are widely circulated and read by a vast population. These translations serve as the primary medium for the Urdu-speaking community to understand the divine meanings and objectives of the Quran. Naturally, transitioning from Arabic to Urdu leads to a rich diversity in diction and sentence structure. During the translation process, scholars must navigate rhetorical nuances such as eloquence, metaphor, context, and divine intent—all while reflecting their own academic background and interpretive vision when selecting specific words. Consequently, the Urdu translations of the region exhibit distinct textual and semantic variations, which at times significantly influence the interpretation of meanings, legal rulings, and divine purpose.

Key words: *Qur'an, hadiths, scholars, mindsets, determine, representative*

قرآن اور علوم القرآن پر آج تک ہزاروں کتب لکھی گئی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ فقہی اور نظریاتی افکار میں برصغیر کا خطہ ایک خاص اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ دیگر اسلامی علوم کی طرح علوم القرآن کی اشاعت میں بھی علمائے برصغیر پیش پیش نظر آتے ہیں۔ قرآن کی تدوین کے بعد اسکی اشاعت میں ہر مسلمان فرمانروا نے اپنے اپنے زمانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قرآن کی اشاعت نا صرف عربی زبان کے جاننے والوں تک ہوئی بلکہ مختلف زمانوں میں قرآن کی مختلف زبانوں میں تراجم کا بھی اہتمام نظر آتا ہے۔

برصغیر میں کثیر الجہتی اقوام میں باہمی رابطہ کا واحد ذریعہ چونکہ اردو تھا اور انسویں صدی میں اردو زبان عروج پر تھی اس مدت میں قرآن کے بہت سے تراجم کئے گئے اور برصغیر میں ہر مسلک کے علماء نے قرآن کے ترجمہ کی سعادت حاصل کی۔ قرآن کے الفاظ کا ترجمہ خواہ کسی بھی زبان میں ہو اسے بعینہ مقصود الٰہی نہیں کہا جاسکتا تاہم الفاظ کے چناؤ کو مراد الٰہی کے اقرب جانا جاسکتا ہے۔ اردو میں کئے گئے تراجم چونکہ مختلف علماء کی کاوش ہے تو ہر مترجم نے اردو کے الفاظ کو اپنے اپنے انداز سے منتخب کیا۔ اور مختلف اذہان ورجحانات کی وجہ سے قرآن کے ایک ہی لفظ کے لیے مختلف اردو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں اردو تراجم میں ایک ہی لفظ یا عبارت کے مختلف الفاظ ملتے ہیں جو ہر مترجم نے اپنے علمی رجحان و استعداد کے مطابق لکھ دیئے ہوتے ہیں، لہذا ان الفاظ کے انتخاب میں ہر مترجم قرآن میں تنوع محسوس ہوتا ہے۔ یہی الفاظ مراد الٰہی اور مفہوم القرآن کا تعین کرتے نظر آتے ہیں۔ زیر نظر تحریر میں برصغیر پاک وہند کے معرف قرآنی تراجم کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے جن میں اردو الفاظ کے انتخابات کو احادیث و آثار، لغت اور اقوال مفسرین کی روشنی میں جانچتے اور پرکھتے ہوئے مقصود الٰہی کے قریب تر الفاظ کو ترجیح دی گئی ہے اور اسکے لیے برصغیر کے معروف مسالک کے نمائندہ تراجم کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں کنزالایمان از احمد رضا خان بریلوی، ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی ملحق تفسیر احسن البیان اور ترجمہ مولانا محمود الحسن ملحق تفسیر معارف القرآن شامل ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ کا ترجمہ

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ...﴾ (1)

1۔ کنزالایمان:

"بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے کام کی تدبیر فرماتا ہے۔"

2۔ احسن البیان:

"تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر قائم ہوا، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔"

3۔ معارف القرآن:

"تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا، وہ انتظام کرتا ہے (دنیا کے) کاموں کا۔"

تقابل و ترجیح:

آیت کے اس حصے "يُدَبِّرُ الْأَمْرَ" کے ترجمہ میں صاحبِ کنزالایمان اور صاحبِ احسن البیان نے "تدبیر" کا لفظ استعمال کیا، جبکہ صاحبِ معارف القرآن نے اس کا ترجمہ "انتظام" سے کیا۔ لغتِ عرب اور مفسرینِ کرام کے نزدیک لفظ "تدبیر" کا مادہ "دُبُر" ہے، جس کا مطلب ہے کسی چیز کا پچھلا حصہ یا انجام۔ اللہ کے حق میں تدبیر کا مطلب یہ ہے کہ وہ کائنات کے ذرے ذرے کے انجام اور نتیجے سے واقف ہے اور اسی کے مطابق نظام چلا رہا ہے۔

صاحبِ کنزالایمان اور صاحبِ احسن البیان کا ترجمہ "تدبیر فرماتا ہے / کرتا ہے" زیادہ راجح اور عین مرادِ الٰہی کے مطابق محسوس ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "تدبیر" ایک جامع قرآنی اصطلاح ہے جس میں علم، حکمت، تقدیر (اندازہ) اور انجام بینی سب شامل ہیں۔ معارف القرآن کا لفظ "انتظام" اگرچہ عام فہم ہے، لیکن وہ "تدبیر" کے اس عمیق پہلو (نتائج پر نظر اور حکمتِ ازلی) کا مکمل احاطہ نہیں کرتا جو امہاتِ کتب میں بیان ہوا ہے۔ انتظام عموماً موجودہ وسائل کو چلانے کو کہتے ہیں، جبکہ تدبیر میں عدم سے وجود تک اور ابتدا سے انتہا تک کا مکمل نقشہ شامل ہوتا ہے۔

تفسیری و تائیدی اقوال

امام ابن جریر طبری کے بقول:

"يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ: يُقْضِي ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُقَدِّرُهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِيهِ." (2)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ ان تمام امور کا فیصلہ فرماتا ہے اور ان کا اندازہ فرماتا ہے، وہ تنہا ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک

(1) یونس 3: 10
Yunus ،10:3

(2) محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (بیروت: دار ہجر، 2001ء)، ج 15، ص 14۔
Muḥammad ibn Jarīr al-Ṭabarī, Jāmiʿ al-bayān ʿan taʾwīl āy al-Qurʾān (Beirut: Dār Hijr, 2001), 15:14

نہیں۔"

امام الزمخشری کی وضاحت:

"يُدَبِّرُ الْأَمْرَ: أَيْ يَقْضِيهِ وَيُقَدِّرُهُ عَلَى مُقْتَضَى الْحِكْمَةِ." (3)

"تدبیر کا مطلب ہے: کسی کام کا فیصلہ کرنا اور اسے حکمت کے تقاضوں کے مطابق ترتیب دینا۔"

امام رازی (تفسیر کبیر) کی تصریح:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ "تدبیر" کی لغوی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"التَّدْبِيرُ هُوَ النَّظَرُ فِي إِدْبَارِ الْأُمُورِ لِيَعْلَمَ مَا يَئُولُ إِلَيْهِ." (4)

"تدبیر دراصل امور کے عواقب (نتائج) پر نظر رکھنے کا نام ہے تاکہ جانا جاسکے کہ انجام کیا ہوگا۔"

علامہ قرطبی کے بقول:

"يُدَبِّرُ الْأَمْرَ: أَيْ يَأْمُرُ بِهِ وَيَقْضِيهِ... وَأَصْلُ التَّدْبِيرِ النَّظَرُ فِي عَاقِبَةِ الْأَمْرِ." (5)

"تدبیر کا مطلب ہے حکم دینا اور فیصلہ کرنا... اور اس کی اصل جڑ کسی معاملے کے انجام پر غور کرنا ہے۔"

لہٰذا، مفسرین کی تشریحات کے مطابق "تدبیر" کا لفظ برقرار رکھنا ہی لغوی اور علمی لحاظ سے زیادہ فصیح اور درست ہے۔

زیرِ نظر آیت کے ٹکڑے "یُدَبِّرُ الْاَمْرَ" کے ترجمہ میں کنز الایمان اور احسن البیان کا لفظ "تدبیر" استعمال کرنا معارف القرآن کے لفظ "انتظام" کے مقابلے میں زیادہ راجح اور عین مرادِ الٰہی کے مطابق ہے۔ لغتِ عرب اور مفسرین کے نزدیک "تدبیر" کا مادہ "دُبُر" (انجام یا پچھلا حصہ) ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کے ذرے ذرے کے آغاز سے لے کر انجام اور نتیجے تک سے پوری طرح واقف ہے اور اسی کے مطابق نظام چلا رہا ہے۔ "تدبیر" ایک گہری اور جامع قرآنی اصطلاح ہے جس میں علم، حکمت، تقدیر اور انجام بینی سب شامل ہیں؛ اس کے برعکس معارف القرآن کا لفظ "انتظام" اگرچہ عام فہم ہے، لیکن وہ تدبیر کے اس عمیق پہلو (عدم سے وجود تک اور ابتدا سے انتہا تک کا مکمل نقشہ اور حکمتِ ازلی) کا احاطہ نہیں کرتا بلکہ یہ صرف موجودہ وسائل کو چلانے تک محدود معلوم ہوتا ہے۔

إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ کا ترجمہ

---

(3) محمود بن عمر الزمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل (بيروت: دار الكتاب العربي، 1407هـ)، ج 2، ص 326.
Maḥmūd ibn ʻUmar al-Zamakhsharī, Al-Kashshāf ʻan ḥaqā'iq ghawāmiḍ al-tanzīl wa-ʻuyūn al-aqāwīl fī wujūh al-ta'wīl (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʻArabī, 1407 AH), 2:326

(4) محمد بن عمر فخر الدين الرازي، مفاتيح الغيب / التفسير الكبير (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1420هـ)، ج 17، ص 192.
Muḥammad ibn ʻUmar Fakhr al-Dīn al-Rāzī, Mafātīḥ al-ghayb (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1420 AH), 17:192

(5) محمد بن أحمد القرطبي، الجامع لأحكام القرآن (القاهرة: دار الكتب المصرية، 1964ء)، ج 8، ص 308.
Muḥammad ibn Aḥmad al-Qurṭubī, Al-Jāmiʻ li-aḥkām al-Qur'ān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964), 8:308

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

﴿إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ...﴾(6)

1۔ کنزالایمان (امام احمد رضا خان):

"بیشک وہی پہلی بار بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا تاکہ انہیں انصاف کا صلہ دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔"

2۔ احسن البیان (صلاح الدین یوسف):

"وہی پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔"

3۔ معارف القرآن (مفتی محمد شفیع):

"وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جزا دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے انصاف کے ساتھ۔"

تقابل و ترجیح:

اس مقام پر فقہی اور عقیدتی نکتہ یہ ہے کہ کیا "دوبارہ پیدا کرنا" ایک نئی تخلیق ہے یا پہلی تخلیق کا تسلسل؟

صاحب کنز الایمان کا ترجمہ "پہلی بار بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا" ایک خاص باریکی رکھتا ہے۔ "بنانا" کا لفظ "پیدا کرنے" سے زیادہ جامع ہے کیونکہ اس میں مٹی کے اجزاء کو جمع کر کے دوبارہ اسی "ہیئت" پر لانے کا مفہوم واضح ہوتا ہے، جو کہ مفسرین کے قول "صرف الشیء الی حالہ" کے قریب ہے۔

معارف القرآن اور احسن البیان کا ترجمہ "پیدا کرنا" عام فہم ہے، لیکن عقلی طور پر منکرینِ آخرت کا اعتراض یہ تھا کہ "معدوم" چیز دوبارہ کیسے آئے گی؟ مفسرین (جیسے امام رازی) نے واضح کیا کہ یہاں "اعادہ" سے مراد منتشر اجزاء کو دوبارہ "جمع کر کے بنانا" ہے نہ کہ نئے سرے سے کوئی نئی چیز پیدا کرنا۔

یہاں کنز الایمان کا اسلوب (بناتا ہے) اس لیے زیادہ قوی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ "صانع" (بنانے والا) کو اجاگر کرتا ہے، جو کہ مادی اجزاء کے دوبارہ اکٹھا ہونے اور "حشرِ اجساد" (جسموں کے ساتھ اٹھنے) کے فقہی عقیدے کی مضبوطی سے تائید کرتا ہے۔

جہاں مادی اجزاء کے بکھرنے اور دوبارہ جمع ہونے کا شبہ ہو، وہاں "بنانے" کا لفظ مفسرین کے اس قول (کہ اعادہ میں اصلی اجزاء کا لوٹنا ضروری ہے) کی زیادہ بہتر عکاسی کرتا ہے۔

تفسیری و تائیدی اقوال:

اس آیت میں مسئلہ یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے لیے "دوبارہ پیدا کرنا" (اعادہ) پہلی بار پیدا کرنے سے مختلف یا مشکل ہے؟ منکرینِ آخرت کا شبہ یہ تھا کہ بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا۔ ترجمے میں اگر اس "اعادہ" کی قوت کو واضح نہ کیا جائے تو عقیدۂ حشر کی منطق

(6) یونس،10: 4
Surah Yunus ،10:4

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

کمزور پڑ سکتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری (امام ابن جریر طبری):

"أَيْ يُنْشِئُ خَلْقَهُمْ مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ، ثُمَّ يُمِيتُهُمْ، ثُمَّ يُحْيِيهِمْ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ." (7)

"یعنی وہ مخلوق کو بغیر کسی مادے (عدم) سے پیدا کرتا ہے، پھر انہیں موت دیتا ہے، پھر موت کے بعد انہیں زندگی (لوٹاتا) ہے۔"

2۔ تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی):

امام رازی اس آیت کے ذریعے منکرینِ حشر پر حجت قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أَنَّ مَنْ قَدَرَ عَلَى الِابْتِدَاءِ قَدَرَ عَلَى الْإِعَادَةِ، بَلِ الْإِعَادَةُ أَهْوَنُ فِي نَظَرِ الْعَقْلِ." (8)

"جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ لوٹانے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہے، بلکہ عقل کی رو سے اعادہ (دوبارہ بنانا) زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے۔"

3۔ تفسیر ابن کثیر (علامہ عماد الدین ابن کثیر):

"كَمَا بَدَأَهُمْ يُعِيدُهُمْ، وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ"(9)

"جس طرح اس نے ابتدا کی ویسے ہی اعادہ کرے گا، اور دوبارہ پیدا کرنا (پہلی بار کی نسبت) اس پر زیادہ آسان ہے۔"

4۔ تفسیر روح المعانی (علامہ آلوسی):

"يُعِيدُهُ: أَيْ يُحْيِيهِ بَعْدَ الْمَوْتِ هَيْئَةً كَمَا كَانَ." (10)

"اعادہ سے مراد موت کے بعد اسے اسی حالت پر زندہ کرنا ہے جیسا کہ وہ (پہلے) تھا۔"

5۔ الکشاف (علامہ زمخشری):

"يَبْدَأُ الْخَلْقَ: أَيْ يُبْدِعُهُ، وَالثَّانِي لِلْبَعْثِ." (11)

"پہلی بار پیدا کرنا 'ابداع' (تخلیقِ نو) ہے اور دوسرا 'بعث' (جی اٹھنا) ہے۔"

6۔ راغب اصفہانی، 1999ء فی غریب القرآن (امام راغب اصفہانی):

"الإِعَادَةُ: صَرْفُ الشَّيْءِ إِلَى حَالِهِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا أَوَّلًا." (12)

(7) محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، ج 15، ص 14۔
Muḥammad ibn Jarīr al-Ṭabarī, Jāmi‘ al-bayān ‘an ta’wīl āy al-Qur’ān, 15:14

(8) الرازي، مفاتيح الغيب / التفسير الكبير، ج 17، ص 194۔
al-Rāzī, Mafātīḥ al-ghayb, 17:194

(9) إسماعيل بن عمر ابن كثير، تفسير القرآن العظيم (الرياض: دار طيبة للنشر والتوزيع، 1999ء)، ج 4، ص 245۔
Ismā‘īl ibn ‘Umar Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm (Riyadh: Dār Ṭaybah, 1999), 4:245.

(10) محمود بن عبد الله الآلوسي، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني (بيروت: دار الكتب العلمية، دت)، ج 6، ص 71۔
Maḥmūd ibn ‘Abd Allāh al-Ālūsī, Rūḥ al-ma‘ānī fī tafsīr al-Qur’ān al-‘aẓīm wa-al-sab‘ al-mathānī (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, n.d.), 6:71

(11) محمود بن عمر الزمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل (بيروت: دار الكتاب العربي، 1407ھ)، ج 2، ص 327۔
Maḥmūd ibn ‘Umar al-Zamakhsharī, Al-Kashshāf ‘an ḥaqā’iq ghawāmiḍ al-tanzīl wa-‘uyūn al-aqāwīl fī wujūh al-ta’wīl (Beirut: Dār al-Kitāb al-‘Arabī, 1407 AH), 2:327

(12) الراغب الأصفهاني، المفردات في غريب القرآن (دمشق: دار القلم، 1992ء)، ص 348۔
Al-Rāghib al-Aṣfahānī, Al-Mufradāt fī gharīb al-Qur’ān (Damascus: Dār al-Qalam, 1992), p. 348

"اعادہ کا مطلب ہے کسی چیز کو اس کی پہلی حالت پر واپس لوٹا دینا۔"

زیرِ نظر آیت میں فقہی اور عقیدتی بحث یہ ہے کہ آخرت میں "دوبارہ پیدا کرنا" (اعادہ) کوئی نئی تخلیق نہیں بلکہ پہلی ہیئت کا تسلسل ہے، جس کی ترجمانی میں کنزالایمان کا اسلوب ("پہلی بار بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا") معارف القرآن اور احسن البیان کے لفظ "پیدا کرنا" کے مقابلے میں زیادہ قوی اور باریک بین ہے۔ کنزالایمان کا لفظ "بنانا" مفسرین کے قول کے عین مطابق اللہ کی صفتِ "صانع" کو اجاگر کرتا ہے، جو مادی اور منتشر اجزاء کو دوبارہ اکٹھا کرکے اسی پہلی حالت پر لانے کے عمل کو واضح کرتا ہے جس سے منکرینِ آخرت کے "اعادۂِ معدوم" والے عقلی شبہ کا ازالہ ہوتا ہے اور "حشرِ اجساد" (جسموں کے ساتھ اٹھنے) کے فقہی عقیدے کی تائید ہوتی ہے۔ مفسرینِ کرام (جیسے طبری، رازی، ابنِ کثیر، آلوسی، زمخشری اور امام راغب) کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی بار پیدا کرنا عدم سے وجود میں لانا (ابداع) ہے، جبکہ دوبارہ پیدا کرنا (اعادہ) موت کے بعد بکھرے ہوئے مادی اجزاء کو سمیٹ کر اسی پہلی حالت پر واپس لوٹا دینا ہے؛ اور عقل کی رو سے جو ذات پہلی بار تخلیق کرنے پر قادر ہے، اس کے لیے دوبارہ لوٹانا بدرجہ اولیٰ زیادہ آسان ہے۔

يُفَصِّلُ کا ترجمہ

﴿...هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ... مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾[13]

1۔ کنزالایمان (امام احمد رضا خان):

"اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق، نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کے لیے۔"

2۔ احسن البیان (صلاح الدین یوسف):

"اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا، وہ دلائل کو صاف صاف بیان کر رہا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔"

3۔ معارف القرآن (مفتی محمد شفیع):

"اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا مگر مصلحت کے ساتھ، وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو دانش رکھتے ہیں۔"

تقابل وترجیح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی کائناتی نشانیوں (سورج، چاند، دن، رات) کے حوالے سے فرما رہا ہے کہ وہ انہیں "يُفَصِّلُ" کر رہا ہے۔ معارف القرآن کا ترجمہ "کھول کھول کر بیان کرنا" اس لغوی جڑ "فصل" (جدا کرنا) کے زیادہ قریب ہے، کیونکہ کسی چیز کو کھولنا ہی اسے واضح اور ممتاز کرتا ہے۔ کنزالایمان کا ترجمہ "مفصل بیان فرماتا ہے" اگرچہ علمی ہے، لیکن اردو میں "مفصل" کا مطلب عموماً "لمبا یا

(13) یونس، 10: 5
Surah Yunus ،10:5

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

تفصیلی" لیا جاتا ہے، جبکہ یہاں مراد "واضح اور جدا جدا" ہے۔ احسن البیان کا ترجمہ "صاف صاف بیان کر رہا ہے" بہت سادہ ہے، مگر یہ "تفصیل" کے اس خاص معنی (حصوں میں بانٹنا) سے تھوڑا دور ہو جاتا ہے۔

مفسرین (خصوصاً امام رازی اور امام طبری) کی آراء اور "فصل" کے اصل لغوی معنی (جدا کرنا/ممتاز کرنا) کو سامنے رکھا جائے تو صاحبِ معارف القرآن کا ترجمہ "کھول کھول کر بیان کرتا ہے" سب سے زیادہ راجح اور جامع محسوس ہوتا ہے۔

وجہ: قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ وہ کائنات کی مختلف نشانیوں کو الگ الگ کر کے پیش کرتا ہے تاکہ انسان ایک ایک نشانی پر غور کر کے خالق تک پہنچے۔ "کھولنے" کا لفظ اسی باریکی کو واضح کرتا ہے کہ پیچیدہ دلائل کو آسان اور ممتاز کر کے پیش کیا گیا ہے، جو کہ "علم رکھنے والوں" (لقوم يعلمون) کے لیے اللہ کی خاص عطا ہے۔

تفسیری و تائیدی اقوال:

اس مقام پر لفظ "تَفْصِيل" (يُفَصِّلُ) کے ترجمے میں تین مختلف اسالیب اپنائے گئے ہیں: "مفصل بیان"، "صاف صاف بیان"، اور "کھول کھول کر بیان"۔ بظاہر یہ ہم معنی ہیں، لیکن فنی اعتبار سے ان میں فرق ہے۔

1۔ تفسیر طبری (امام ابن جریر طبری):

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تابعین سے نقل کرتے ہیں کہ یہاں تفصیل سے مراد محض بیان کرنا نہیں بلکہ جدا جدا کرنا ہے:

"أَيْ: يُبَيِّنُ الْأَدِلَّةَ وَيُمَيِّزُ بَيْنَهَا بِالشَّرْحِ لِتَتَبَيَّنَ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ." (14)

"یعنی: وہ ادلہ (دلائل) کو واضح کرتا ہے اور شرح کے ذریعے ان کے درمیان تمیز پیدا کرتا ہے تاکہ حق باطل سے جدا ہو جائے۔"

2۔ تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی):

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تفصیل" کا مطلب ہے کسی چیز کو حصوں میں بانٹنا تاکہ ہر پہلو واضح ہو جائے:

"التَّفْصِيلُ جَعْلُ الشَّيْءِ فُصُولًا مُتَمَايِزَةً، وَذَلِكَ لِأَنَّ الدَّلِيلَ مَا لَمْ يَتَمَيَّزْ صَدْرُهُ عَنْ عَجُزِهِ لَا يُفِيدُ الْعِلْمَ." (15)

"تفصیل کا معنی ہے کسی چیز کو الگ الگ حصوں میں بانٹنا، کیونکہ جب تک دلیل کا اول و آخر ممتاز نہ ہو، وہ علم کا فائدہ نہیں دیتی۔"

3۔ تفسیر ابن کثیر (علامہ ابن کثیر):

"أَيْ: يُوضِحُ الْحُجَجَ وَالْبَرَاهِينَ." (16)

"یعنی: وہ حجتوں اور دلیلوں کو واضح کرتا ہے۔"

(14) ابن جرير، جامع البيان عن تأويل آی القرآن، ج 15، ص 14۔
ibn Jarīr al-Ṭabarī, Jāmiʿ al-bayān ʻan taʼwīl āy al-Qurʼān, 15,14

(15) الرازي، مفاتيح الغيب / التفسير الكبير، ج 17، ص 198۔
al-Rāzī, Mafātīḥ al-ghayb, 17:198

(16) ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ج 4، ص 247۔
Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qurʼān al-ʻAẓīm, 4:247.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

4۔روح المعانی(علامہ آلوسی):

آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں "تفصیل" سے مراد کائناتی آیات (آفاقی نشانیاں) کو ایک خاص ترتیب سے رکھنا ہے:

"أَيْ: يُبَيِّنُهَا بِحَيْثُ يَمْتَازُ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ."[17]

"وہ انہیں اس طرح بیان کرتا ہے کہ ایک نشانی دوسری سے ممتاز ہو جاتی ہے۔"

5۔الکشاف(علامہ زمخشری):

"يُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَيُكَرِّرُهَا."[18]

"وہ نشانیوں کو پھیر پھیر کر اور تکرار کے ساتھ لاتا ہے۔"

6۔راغب اصفہانی،1999ءفی غریب القرآن(امام راغب اصفہانی):

"الفَصْلُ: إِبَانَةُ أَحَدِ الشَّيْئَيْنِ عَنِ الْآخَرِ." [19](راغب اصفہانی،1999ء،ص:638)

"فصل کا معنی ہے دو چیزوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے واضح کرنا۔"

زیرِ نظر آیت میں کائناتی نشانیوں کے لیے مستعمل لفظ "يُفَصِّلُ" کے ترجمہ میں معارف القرآن کا اسلوب "کھول کھول کر بیان کرنا"، لغوی جڑ "فصل" (جدا کرنا / ممتاز کرنا) اور مفسرین کی منشا کے مطابق سب سے زیادہ راجح اور جامع ہے؛ کیونکہ کسی چیز کو کھولنا ہی اسے واضح اور ممتاز کرتا ہے۔ اس کے برعکس کنز الایمان کا ترجمہ "مفصل بیان فرماتا ہے" علمی ہونے کے باوجود اردو میں "طویل یا لمبا" کے معنی کا وہم پیدا کرتا ہے، اور احسن البیان کا "صاف صاف بیان کرنا" بہت سادہ ہونے کی وجہ سے "تفصیل" کے اصل معنی (حصوں میں بانٹنے) سے دور ہو جاتا ہے۔ مفسرینِ کرام (جیسے طبری، رازی، ابنِ کثیر، آلوسی، زمخشری اور امام راغب) کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ "تفصیل" کا اصل لغوی معنی دو چیزوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ہے؛ یعنی اللہ تعالیٰ کائناتی دلائل اور حجتوں کو الگ الگ حصوں میں بانٹ کر، پھیر پھیر کر اور ایک خاص ترتیب سے ممتاز کر کے پیش فرماتا ہے، تاکہ حق اور باطل واضح طور پر جدا ہو جائیں، کیونکہ جب تک دلیل کا اول و آخر ممتاز نہ ہو وہ "علم رکھنے والوں" (لقوم یعلمون) کے لیے فائدہ مند نہیں ہوتی

حاصل بحث

(17) الآلوسي، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ج 6، ص 73۔
al-Ālūsī, Rūḥ al-ma‘ānī fī tafsīr al-Qur’ān al-‘aẓīm wa-al-sab‘ al-mathānī, 6:73

(18) الزمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل، ج 2، ص 328۔
al-Zamakhsharī, Al-Kashshāf ‘ 2:328

(19) الراغب الأصفهاني، المفردات في غريب القرآن (دمشق: دار القلم، 1992ء)، ص 348۔
Al-Rāghib al-Aṣfahānī, Al-Mufradāt fī gharīb al-Qur’ān (Damascus: Dār al-Qalam, 1992), p. 348

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

پاک وہند میں مختلف اردو قرآنی تراجم متداول ہیں اوران تراجم کے ذریعے قرآن کو کثیر تعداد میں پڑھا جاتا ہے۔ اردو دان طبقہ کا قرآن کے مدلول ومقصود کے سمجھنے کا یہی تراجم ایک ذریعہ ہیں اور عربی سے اردو میں تبدیل کرتے ہوئے الفاظ اور جملوں کا تنوع ایک لازمی امر ہوتا ہے۔ فصاحت وبلاغت، استعارہ اور استشہادو مقصود الہی چونکہ یہ سب صنعتیں مترجم کے ترجمہ کرتے وقت پیش نظر ہوتی ہیں اوراس کے علاوہ سب سے اہم مترجم کا علمی ذوق واہمیت ہے کہ جس کے تناظر میں وہ ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ کا انتخاب کرتا ہے۔ لہذا بر صغیر میں کیے جانے والے اردو تراجم کا انہی پہلوؤں سے ایک دوسرے سے لفظی ومعنوی تفاوت ہے کہ جس سے معانی ومسائل اور مقصود الہی کے تعین میں بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ مترجمین نے پورے اخلاص سے قرآن کی اس عظیم خدمت کو سرانجام دیا اور پوری کوشش کی گئی کہ مراد الہی سے قریب تر الفاظ کا چناؤ کیا جائے تاہم بشری تقاضوں کے پیش نظر قرآن کا کسی اور زبان میں ترجمہ اسکی اصل عبارت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ بر صغیر کے معروف نمائندہ قرآنی تراجم میں کنز الایمان از احمد رضاخان بریلوی، ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی مرقودر احسن البیان اور ترجمہ مولانا محمود الحسن مرقوم در معارف القرآن متداول وشائع ہیں۔ اردو زبان میں کیے گئے مذکورہ تراجم میں مترجمین نے اپنی اپنی بساط کے مطابق مراد الہی کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اورایسے الفاظ لائے ہیں جو ان کے تیئں موزوں تر تھے۔ مذکورہ تراجم کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان میں قرآنی ترجمہ کے لیے الفاظ کے چناؤ کی ابھی مزید گنجائش ہے۔